441

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

AL FAZL, QADIAN.

شرح چندہ پیشگی

سالانہ للعہ

ششماہی عہ/۸

سہ ماہی ہے/۱۲

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام مینیجر روزنامہ "الفضل" ہو

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

نمبر ۷۲	مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء	یوم چہار شنبہ	مورخہ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ	جلد ۲۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ ستمبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۶ ½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی اور گلے کی تکلیف زیادہ ہے ؞

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادہ حفیظ احمد کو تیز بخار ہے۔ احباب کرام دعا صحت کریں ؞

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مہاشہ محمد عمر صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب نگہ ضلع جالندھر برائے مناظرہ بھیجے گئے۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل کے ۲۰ ستمبر کو لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

جواہرات کے معدن میں سے ایک چمکتا ہوا ہیرا

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں۔ کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں۔ جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول ؞

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے۔ کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔ اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا۔ اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے۔ کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں۔ تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے۔ کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا۔ اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے۔ کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔ اور وہ بھوکے مریں۔ اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں۔ اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں۔ کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں ؞

(اربعین ۱ـ)

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کا دوسرا اجلاس

۲۳-۲۴-۲۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوگا

حسب ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت کا یہ اجلاس ۲۳ اکتوبر ۳۶ء کو بعد نماز جمعہ شروع ہو کر ۲۵ اکتوبر کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ اپریل گزشتہ میں جو اعلان حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ اس کے مطابق تمام وہی نمائندے اس اجلاس میں شریک ہونگے۔ جو سابقہ اجلاس میں شامل ہوئے تھے۔ نمائندگان مندرجہ ذیل تین سوالات کے جوابات دینے کے لئے تیار ہو کر تشریف لائیں:۔

۱- آیا ان کی جماعتوں کے بقائے صاف ہو چکے ہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو کیوں؟

۲- آیا ان کی جماعتوں نے چندے باقاعدہ ادا کئے ہیں۔ اگر نہیں کئے تو کیوں؟

۳- بقایوں کے صاف کرنے اور جماعتوں میں چندوں کے متعلق باقاعدگی پیدا کرنے میں انہیں کیا دقتیں پیش آئیں:۔

۴- جماعت جس مالی تنگی کے دور سے گذر رہی ہے۔ اس کے کیا کیا علاج ہو سکتے ہیں

ضروری ہے کہ جماعتیں اعلان ہذا کی تاریخ سے ایک ہفتہ تک اپنے اپنے نمائندگان کی فہرستیں دفتر ہذا میں بھیجدیں:۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

تحصیل بٹالہ اور گورداسپور کے پنجاب اسمبلی کے امیدوار

احباب کی اطلاع کے لئے آخری طور پر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تحصیل بٹالہ کے دیہاتی حلقہ سے چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے اور تحصیل گورداسپور کی طرف سے چوہدری عنایت محمد صاحب آف جاگووال کھڑے ہونگے۔

چونکہ اسمبلی جیسی قانون ساز مجلس میں ایسے اصحاب کا ممبر بن کر جانا ملک و قوم کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ جو اعلےٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ معاملات اور قانون کو سمجھنے کی اہلیت اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم ان ہر دو تحصیلوں کے ووٹر صاحبان سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ مندرجہ بالا ہر دو اصحاب کی ہر قسم کی مدد کرینگے۔

متذکرہ بالا ہر دو اصحاب معزز زمیندار خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال گورنمنٹ کالج لاہور کے بی۔ اے اور علی گڑھ کے ایم۔ اے ہیں۔ قریباً چھ سال تک ولایت میں مبلغ اسلام کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ اور معاملہ فہمی میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اور اس ضلع میں کافی زرعی رقبہ کے مالک ہیں۔ اسی طرح منجملہ دوسرے اوصاف کے چوہدری عنایت محمد صاحب بھی بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہیں۔ اور اپنی قوم میں خاص اثر رکھتے ہیں۔ ہماری سفارش تمام ان اصحاب کی خدمت میں جو ملک کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ یہ ہے۔ کہ وہ ہر طرح سے ان دونوں اصحاب کی حمایت میں زور لگائیں:۔ (ناظر امور خارجہ۔ قادیان)

قبرستان میں احرار کی فتنہ انگیزی کے سلسلہ میں مقدمہ کی سماعت

(از رپورٹر الفضل)

بٹالہ ۲۱ ستمبر ۳۶ء۔ ۱۷ جون کو قبرستان میں احرار کی فتنہ انگیزی کے سلسلہ میں پولیس کی طرف سے ۱۹ احمدیوں پر دائر کردہ مقدمہ کی سماعت کے لئے آج کی تاریخ مقرر تھی۔ ملزمین کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ جناب مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر گورداسپور اور جناب مولوی فضل دین صاحب پلیڈر قادیان موجود تھے۔ سوا تین بجے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ سب سے قبل رام رکھا مل پٹواری قادیان کی شہادت ہوئی:۔

بیان رام رکھا مل:۔ یہ نقشہ میں نے قبرستان کو دیکھکر ۲۰ جون کو بنایا تھا۔ گواہوں کی نشاندہی پر تیار کیا تھا۔

بجواب جرح جناب مرزا عبدالحق صاحب کہا:۔ کہ قبرستان کا نمبر ۳۶۵ ہے باقی سوالات کے جواب میں چونکہ گواہ نے بیان کیا۔ کہ کاغذات دیکھے بغیر میں یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ مالکان کے خانہ میں کس کا نام درج ہے۔ اس لئے وکیل ملزمان نے یہ کہا۔ کہ اسے گواہان صفائی میں دوبارہ معہ ریکارڈ بلایا جائیگا۔ جرح ملتوی کر دی۔ اس کے بعد لالہ وزیر چند اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی شہادت ہونی تھی۔ ملزمین کی طرف سے بعض پولیس ریکارڈ پیش کرانیکے متعلق جو درخواست دیگئی تھی۔ اس میں سے بعض کاغذات پیش کئے جانے کی منظوری عدالت نے دیدی تھی۔ مگر چونکہ یہ ریکارڈ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کی اجازت کے بغیر گواہ نہ لا سکتا تھا۔ اسلئے شہادت نہ ہو سکی۔ اور مزید سماعت کے لئے ۲ اکتوبر کی تاریخ مقرر ہوئی:۔ ریکارڈ کے متعلق درخواست پر عدالت کے حکم کی نقل چونکہ تا حال نہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے موٹر کار پر حملہ کیخلاف اظہار غم و غصہ

جماعت احمدیہ کیمبل پور کی قراردادیں

اخبار الفضل ۱۹ ستمبر سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے موٹر کار پر حملہ کی خبر معلوم کر کے جماعت احمدیہ کیمبل پور میں بہت بے چینی پھیل گئی۔ اس معاملہ پر غور و خوض کرنے کے لئے آج بعد نماز مغرب انجمن احمدیہ کیمبل پور کا ایک غیر معمولی اجلاس دفتر انجمن احمدیہ میں زیر صدارت میاں جان محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے:۔

(۱) جماعت ہذا کے ہر فرد بچہ مرد و زن کے دل پر یہ المناک خبر سن کر بہت گہرا صدمہ ہوا۔ اور سخت بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہم اس کمینہ حملہ کے خلاف سخت غصہ اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

(۲) اس حملہ کی تمام تر ذمہ واری احرار کی فتنہ پرداز حرکات اور حکام کی غفلت پر عائد ہوتی ہے۔ ہم خلیفہ وقت کے حکم سے مجبور ہیں۔ کہ ان کا ترکی بہ ترکی جواب نہیں دے سکتے۔ ورنہ ان کی متعدد ایسی حرکات سے ہمارے دل سخت مجروح ہو چکے ہیں۔ احرار کو واضح رہے۔ کہ ہمارے صبر کا بہت سا اثر بصورت ان کی رسوائی کے ظاہر ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ مزید ظاہر ہوگا:۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ

ہماری تحریروں تقریروں اور مناظروں میں سختی اور سخت کلامی نہیں ہونی چاہیئے

حضرت میر محمد اسحاق صاحب قائم مقام ناظر دعوت و تبلیغ کے قلم سے

معاندین کی درشتی کے مقابلہ میں ہمارا طریق

چونکہ ہم ایک تبلیغی جماعت ہیں اور تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت دن رات ہماری جماعت کے دوستوں کا شغل ہے۔ اس لئے ہمیں بہت سے موقعوں پر ایسے دشمنوں کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ جو تہذیب کو چھوڑ کر بدتہذیبی اور شرافت کو ترک کر کے شرارت اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیئے؟

یہ ایک سوال ہے۔ جو لازماً ہر احمدی کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں بعض لوگوں کا دل یہ فتوےٰ دیتا ہے۔ کہ سختی کے مقابلہ میں سختی کرنی چاہیئے۔ اور گالی کا جواب اُسی شدت سے دینا چاہیئے کیونکہ بدتہذیب معاند کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اُسے ترکی بہ ترکی جواب نہ دیا جائے۔ اور شریر مخالف کبھی باز نہیں آتا۔ جب تک کہ خود اس پر سختی نہ کی جائے اسی لئے قرآن مجید اور دوسری الہامی کتابوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام نبیوں نے اپنے منکروں کے حق میں بعض سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور اسی لئے آخری زمانہ کے حکم اور عدل کی تحریروں میں بھی شدت اور سختی رکھنے والے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ لیکن بعض دوستوں کا دل اس سوال کے جواب میں یوں فتوےٰ دیتا ہے۔ کہ ہمیں مخالفوں کی سختی کا جواب سختی سے نہیں دینا چاہیئے۔ اور نہ ان کی شدت کے مقابلہ میں شدت اختیار کرنی چاہیئے۔ چونکہ مخالفوں کے دل کے برتن گندگی۔ بدتہذیبی۔ شرارت اور تمسخر سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کی تقریروں اور تحریروں سے سوائے گندگی۔ بدتہذیبی۔ شرارت اور تمسخر کے اور کیا نکل سکتا ہے؟ لیکن ہمارے امام نے ہمارے دلوں کے برتن کو پاکیزگی تہذیب۔ شرافت اور متانت سے لبریز کر دیا ہے۔ اس لئے ہمارے قلموں۔ زبانوں سے سوائے پاکیزگی۔ تہذیب۔ شرافت اور متانت کے اور کچھ نہیں نکلنا چاہیئے۔ اور گو شریر دشمن پر ہمارے انکسار اور نرمی کا فوری اثر نہ ہو مگر انجام کار ہمارے اخلاق سے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ اور گو میدانِ مباحثہ میں پبلک ہماری طرف سے چٹ پٹا۔ اور کرارا مرچوں والا جواب نہ سُنے گی۔ اور اس طرح ہمارے عوام کو فتح کی تالیاں پیٹنے کا موقعہ نہ ملے گا۔ مگر انشاء اللہ پائیدار اثر ہمارے اخلاق ہی کا پڑے گا۔ اور جب مباحثہ کی شورش فرو ہوگی۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں جا کر مخلّی بالطبع ہوں گے۔ اور فریقین کے دلائل کو اپنی قوتِ حافظہ کے ذریعہ قوتِ متفکرہ کے صفحات پر لائیں گے۔ تو وہ صاف معلوم کر لیں گے۔ کہ ایک فریق نے سوائے ہنسی تمسخر اور بدتہذیبی کے کچھ پیش نہیں کیا۔ مگر دوسرے فریق نے تہذیب شرافت اور متانت کا مظاہرہ کیا۔ اور قرآن مجید کی آیات حدیثوں کے حوالے دلائل کا انبوہ معقول باتوں کا انبار اور دلوں پر اثر کرنے والے نکات کا جم غفیر پیش کیا ہے۔ اس لئے یہی طریق بہتر ہے۔ کہ ہم وقتی جوش کے ماتحت دشمن کو زیر کرنے کے خیال سے اُس کا ناطقہ بند کرنے اور ترکی بہ ترکی جواب دینے کا خیال تک دل میں نہ لائیں۔ بلکہ انجام کار پر نظر کرتے ہُوئے اپنے جوشوں کو دبا کر اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے امید رکھتے ہُوئے فوری فتح۔ تالیوں کی گونج۔ خوشی کے نعروں۔ اور جھوٹی واہ وا کو پاؤں کے نیچے بالکل روند دیں۔ اور وقار۔ سکینت اور متانت کا دامن ہاتھ سے قطعاً نہ چھوڑیں۔ اور گو اس سے وقتی طور پر دشمن خوش ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ بعض دوست بھی ناراض۔ اداس بلکہ شرمندہ اور اپنے مبلغ کے مباحثہ سے مایوس ہو کر گھر آئیں گے۔ لیکن خدا چاہے تو انجام کار فتح اسی طریق کے پاؤں چومے گی۔

میدان مباحثہ میں احمدی مبلغ کا طریق عمل

پس یہ ہیں دو قسم کے خیال ہماری جماعت کے لوگوں کے جن میں سے خاکسار مؤخر الذکر گروہ کا پوری طرح حامی۔ اور اُن کے اس خیال کا مؤید ہے۔ کہ مباحثہ میں جب دشمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر ہنسی کرے حضور کی عبارتوں پر آوازے کسے حضور کے الہاموں پر ٹھٹھا اڑائے۔ اور وہ۔ اور اُس کے ساتھی تالیوں پر تالیاں بجا رہے ہوں۔ اور میدان مناظرہ ان کے بغلیں بجانے سے گونج رہا ہو۔ تو ہمارا مناظر ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم مقام مناظر متانت سے وقار سے سکینت سے بلکہ اگر رقت طاری ہو تو رقت بھری آواز سے

یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ

پڑھے۔ اور "تم سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو" پر عمل کرتا ہوا ہاتھ جوڑ کر انکسار سے بڑے ادب سے دشمن مناظر اور مخالف پبلک کو مخاطب کر کے کہے۔ کہ دیکھو بھائیو! اسے میدانِ مناظرہ نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تو میدانِ حشر ہے۔ کیونکہ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ثُمَّ کَفَرْتُمْ بِہٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ ھُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ۔ یعنی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ تو تم خود ہی سمجھ لو۔ کہ تمہارا انجام سوائے ابدی ہلاکت اور ہمیشہ کی تباہی اور نہ ختم ہونے والی۔ بلکہ سدا سلگنے والی آگ کے اور کچھ نہیں۔ جہاں تم ہو۔ وہاں ہمیشہ کا رونا اور دانت پیسنا ہے۔ اور اگر یوں نہیں۔ بلکہ ہم احمدی ناحق پر ہیں۔ اور ہمارا امام سچا نہیں۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور وُہی آخری زمانہ میں آسمان سے اترنے والے ہیں۔ اور وہی سچے مسیح موعود ہیں۔ تو یقیناً سمجھو۔ کہ پھر ہم احمدی انہیں عذابوں کے پوری طرح مستحق ہیں۔

پس تم اسے مناظرہ کا میدان نہ سمجھو بلکہ اسے تو تمثیلاً وہ میدان متصوّر کرو۔ جس میں دس ہاتھ لمبی ایک پھانسی کھڑی کی گئی ہو۔ اور فیصلہ کیا گیا ہو۔ کہ آؤ قرعہ ڈالو۔ جس فریق کے نام کا قرعہ نکلے۔ فساھم فکان من المدحضین کے مطابق اسے پھانسی دے دو۔ پس کیا ممکن ہے۔ کہ قرعہ ڈالتے وقت کوئی فریق ہنسی کر سکے؟ یا تمسخر اختیار کر سکے؟ یا اس کے ہونٹوں پر تبسم بھی آسکے؟ بلکہ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ اس کے منہ سے آسانی سے بات بھی نکل سکے؟ پس اس مناظرہ کی پھانسی کے میدان میں اس طرح آؤ۔ کہ تمہارے دل خدا کے خوف سے لرزاں ہوں۔ دوزخ کا نقشہ۔ اور اس کے ہولناک عذابوں کی تصویر تمہارے سامنے ہو۔ تمہیں نظر آرہا ہو۔ کہ چاروں طرف خدا تعالیٰ کے لاکھوں فرشتے ہاتھوں میں آگ کے گرز لئے کھڑے ہیں۔ کہ ناحق پر قائم رہنے والوں کو خدا کا حکم ملتے ہی فنا کر دیں۔ پھر تمہیں نظر آرہا ہو۔ کہ سید الانبیاء کی معیت میں خدا کے لاکھوں نبی دانتوں میں انگلیاں دبائے تمہیں اشارہ سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو۔ خلافِ حق کچھ نہ کہنا۔ کیونکہ اس وقت کی ایک لغزش دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

اور اس وقت کا ایک جھوٹا کلمہ ہمیشہ سلگنے والی آگ میں داخل کرنے والا ہے۔

پس یہ کہکر ہمارا مناظر اپنے مضمون کو شروع کرے اور قرآن مجید کی آیات پیش کرے۔ حدیثوں کے حوالے دکھائے۔ بزرگوں کے اقوال سنائے۔ عقلی دلائل دے۔ خدا کا خوف دلائے۔ آخرت کے عذاب سے ڈرائے۔ اور اس طرح اپنے وقت کو ختم کرے۔ نہ یہ کہ غیر احمدی ثناء اللہ نے داغ کا ایک شعر پڑھا۔ تو احمدی ذکاء اللہ نے دو شعر پڑھ دیئے۔ اس نے چٹکی بجائی۔ تو اس نے تالی بجائی۔ اس نے کہا۔ کہ دیکھ میں نے تیری کیسی گت بنائی؟ تو اس نے کہا۔ کہ سُن کہ میں نے تجھے خوب رگڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا یہ حق کا اظہار ہے؟ کیا اسلام اور احمدیت کی شان اسی سے دو بالا ہوگی؟ یا کیا شیطان اور رحمان کی آخری جنگ میں انہی حربوں سے رحمانی لشکر کو فتح حاصل ہوگی۔

احمدی مناظرین سے گزارش

پس میں بڑے ادب مگر اس سے بھی زیادہ تاکید سے اپنے عزیز مناظروں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ کہ عین جوشِ مناظرہ میں وہ دشمن کا تمسخر سُنکر اور اشتعال میں آکر بھی سنبھل کر رہیں۔ اور اس گندی رَو میں نہ بہ جائیں جس میں دشمن خود بھی بہتا ہے۔ اور انہیں بھی بہانا چاہتا ہے۔ وہ نہ حریف کے تالیں بجانے کی پرواہ کریں۔ اور نہ اس کے ہزاروں ہزار ساتھیوں کی تالیوں کی گونج ان کی قوتِ اشتعال کو بھڑکائے۔ اور نہ وہ اپنے دوستوں کی پژمردگی۔ اداسی۔ شرمندگی اور حوصلہ ہار جانے کی۔ بلکہ مباحثہ کے بعد مناظر سے روٹھ جانے بلکہ دفتر دعوۃ وتبلیغ میں مناظروں کی شکایات کا طومار بھیجنے کی پرواہ کریں۔ بلکہ نہیں چاہیئے۔ کہ وہ ان سب گھاٹیوں کو پھلانگتے ہوئے ان سب خندقوں کو عبور کرتے ہوئے حقیقی سنجیدگی اور عاقبت اندیشی کی راہ اختیار کریں اور دورانِ مناظرہ میں صرف معقول بات پیش کریں۔ اور وہ بھی متانت سے محض دلائل بیان کریں۔ اور وُہ بھی وقار سے۔ یہانتک کہ ان کا حریف ہر دفعہ اُٹھے اور اس کے ساتھیوں کی ہزاروں تالیاں اسے داد دیں۔ اور یہ ہر دفعہ اٹھیں۔ مگر تمسخر نہ کرنے کی وجہ سے ان کے مخلص دوست بھی انہیں داد نہ دیں۔ حریف کی ہر تقریر پر اس کے ساتھیوں کے شور سے آسمان تک گونج اٹھے۔ اور ان کی تقریر پر ان کے ذاتی دوست سبحان اللہ بھی منہ سے نہ نکالیں پھر مناظرہ ختم ہو۔ تو حریف کو اس کے ساتھی اپنے سروں پر اٹھالیں۔ اور ہمارے مناظر کو مقامی دوست بھی جن کے ہاں یہ مہمان ٹھہرا ہوا ہے چھوڑ کر چلے جائیں۔ اور کتابوں کا ٹرنک بھی اسے خود ہی اٹھانا پڑے۔ یہ سب کچھ برداشت کرے۔ مگر متانت و وقار اور سکینت کا دامن اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اور پھر دیکھے۔ کہ اس کی نیک نیتی اس کے اسلام اور احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے پر اس کا خدا اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ پس ہمارے مناظر ایک دفعہ کڑوا گھونٹ کرکے یہ دوا پی لیں اور پھر دیکھیں۔ کہ یہ کونین کس طرح تمسخر کے ملیریا کو اور یہ مُصفّی کس طرح ہنسی اور ٹھٹھے کے جراثیم کو فنا کرکے رکھدیتا ہے۔

بات کچھ بھی نہیں۔ ذرا سی توجہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ دیکھو آج تک ہمارے بعض مناظر دشمن کا تتبع کرتے رہے ہیں۔ اور اسی کے رنگ میں رنگین ہو کر ہنسی اور تمسخر سے کام لیتے رہے ہیں۔ مگر اب وہ دن آنا چاہیئے۔ کہ دشمن ہمارا تتبع کرے۔ اور ہمارے رنگ میں رنگین ہو کر متانت اور وقار سے کام لے۔ اور اس طرح ہندوستان کی فضا ان گندے مباحثات سے کلیۃً صاف اور پاک ہو جائے۔ اور وہ زمانہ آجائے۔ کہ ہندوستان کے مباحثے تہذیب کا اور یہاں کے مناظرے متانت کا آئینہ ہوں۔ خدا کرے۔ وہ وقت قریب بلکہ اقرب بلکہ ابھی آجائے۔ آمین ثم آمین

احمدی مناظرین کی مجبوری

اصل میں یہ وباء آریوں سے اس ملک میں پھیلی ہے۔ جو آجتک اپنے جراثیم کو پھیلاتے چلی جارہی ہے۔ میں بھی بعض مباحثات میں شریک ہوا ہوں۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہمارے مبلغ اور ہمارے مناظر دشمن کے بالمقابل تمسخر اختیار کرنے پر دل کبھی راضی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس گندی دلدل میں پھنسنے کی اصل وجہ صرف اور صرف احمدی دوستوں اور احمدی پبلک کا اصرار ہوتا ہے۔ اور بس۔ اور وہ اس طرح پر کہ جب مناظرہ میں دشمن ہنسی کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھی خوشی سے تالیاں بجاتے ہیں۔ تو احمدیوں کے دل پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہمارے مناظر کی باری آتی ہے۔ اور وہ سچائی سے صدق سے راستبازی سے محض دلائل پیش کرتا ہے۔ اور کوئی چٹکلہ کوئی لطیفہ کوئی طعنہ زنی اور کوئی پھبتی اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اور وہ اپنی باری پوری کرکے بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر دشمن اٹھتا ہے اور وہ بجائے دلائل کے پھر سوقیانہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ اور تمسخر پر تمسخر ہنسی پر ہنسی اور پھبتی پر پھبتی کہتا ہے۔ اور میدان مناظرہ دشمنوں کی تالیوں سے گونج اٹھتا ہے تو ہمارے دوست حدِ برداشت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ پہلے صرف کھسر پھسر شروع ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے یہاں تو فلاسفر صاحب چاہیئے تھے۔ اس منہ پھٹ کے دانت تو وہی کھٹے کر سکتے تھے۔ پھر یہ کھسر پھسر آگے بڑھتی ہے۔ اور بعض بعض جوشیلے اپنی جگہ سے اٹھکر ادھر ادھر غیظ وغضب سے ٹہلنے لگتے اور اپنی حرکات سے مناظر کو جتلاتے ہیں۔ کہ ہم تمہاری یہ متانت برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر ان جوشیلوں میں سے بھی جو منچلے ہوتے ہیں۔ وہ سیدھا سٹیج پر دھاوا بولتے ہیں۔ اور مناظر سے کہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب! اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ تو ہماری فتح ہے۔ مولانا! پبلک پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ خدا کے لئے دندان شکن جواب دیجیئے گا۔ ورنہ ہم منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ مولانا! ہم تو اپنے ساتھ بعض غیر احمدی دوستوں کو جو ہماری تبلیغ سے احمدیت کے قریب آئے ہوئے تھے۔ لائے تھے۔ مگر ان کی خیر نہیں۔ وہ اب ہمارے ہاتھ سے گئے۔ یہ تو منچلے نوجوانوں کا حال ہوتا ہے۔ مگر وہ بیچارے جو اپنی جگہ سے اٹھنے کی ہمت نہ رکھتے ہوں۔ وہ وہیں سے بیٹھے بیٹھے پریذیڈنٹ کی طرف کاغذی گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اور صدر صاحب کو رقعہ پر رقعہ آرہا ہے۔ کہ

جناب صدر صاحب! السلام علیکم۔ آپ خدا کے لئے مناظر صاحب سے کہیں کہ جواب میں خوب سختی سے کام لیں۔ دشمن ہنسی کر رہا ہے۔ اس لئے اس سے خوب تمسخر کرنا چاہیئے۔ ورنہ لوگوں پر بُرا اثر ہوگا۔ خاکسار ایک احمدی

اب ہمارے مناظر صاحب بھی ایسے لوگوں کے ابتلاء سے گھبرا کر تہیہ کر لیتے ہیں۔ کہ اچھا جو ہو سو ہو۔ آج تو اپنے بھائیوں کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنی چاہیئے۔ اور جب اپنی باری پر کھڑے ہوتے ہیں۔ تو نہ بسم اللہ نہ اعوذ باللہ اٹھتے ہی داغ کا شعر پڑھتے ہیں۔ اور پھر وہ وہ سناتے ہیں۔ کہ اگر فرشتے نامۂ اعمال میں ان کی تقریر قلمبند کرنے پر مجبور ومامور نہ ہوتے۔ تو وہ تقریر کے الفاظ نہ سنتے نہ لکھتے نہ دوبارہ نظرِ ثانی کے لئے پڑھتے۔

اب میدان مناظرہ بھی گرما جاتا ہے۔ اور احمدیوں کے دلوں میں بھی جان اور جان میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت اگر غیر احمدیوں کی تالیاں مشرقی افریقہ تک پہونچتی ہیں۔ تو ہماری تالیوں کی آواز مغربی افریقہ سے ورے نہیں رہتی۔ اور پھر کبھی تو اسی شور وغل میں مباحثہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور احمدی اپنے مناظر کو اور غیر احمدی اپنے مباحث کو اپنے ڈیرہ دن تک اپنے سروں پر اس طرح اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ کہ رام لیلا کا جلوس بھی مات ہو جاتا ہے۔ اور کبھی درمیان ہی میں فساد تک نوبت پہونچکر پولیس کے ذریعہ دونوں فوجوں کی کامیاب واپسی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شامت کا مارا مناظر اپنے اصول کا پابند ہے۔ اور وُہ احمدیت کی تعلیم پر قائم رہ کر آخر تک مباحثہ میں متانت کا دامن ہاتھ سے نہ دے۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بعض احمدی بھائیوں کے منہ پھولے ہوئے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ابھی ابھی کسی ماتم کی مجلس سے نکل کر آئے ہیں نہ کوئی مناظر سے بات کرتا ہے۔ نہ کسی کو اس کی کتابوں کے ٹرنک میں رکھنے اور ٹرنک کو اٹھانے کی پرواہ ہوتی ہے۔ اور نہ رات کو ٹھہرانے اور شام کے کھانے کی کسی کو فکر ہے۔ بلکہ ان کی نظریں پھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور سب اس امر پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ ابھی اس مبلغ کی شکایت مرکز میں لکھو۔ پھر کوئی تو ناظر دعوۃ وتبلیغ کو شکایتی چٹھی لکھتا ہے۔ اور کوئی ناظر صاحب اعلےٰ کو اور کوئی کوئی منچلے صاحب براہ راست حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم مارے گئے۔ لوٹے گئے۔

کیوں بھئی کیا ہوا؟ یہی کہ ہمارے مبلغ نے نہلے پر دہلا نہیں مارا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس لئے ہمارے مناظر بھی اپنے دوستوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس گندے حوض میں کود پڑتے ہیں۔

احمدی مناظرین اور مبلغین کو ہدایت

میں جو کہ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے کشمیر جانے کی وجہ سے آج کل قائم مقام ناظر دعوت و تبلیغ ہوں۔ صاف واضح اور غیر مبہم الفاظ میں تمام احمدی مناظرین۔ مباحثین اور مبلغین کو ہدایت دیتا ہوں۔ کہ وہ کم از کم تا د اپسی اصل ناظر صاحب کسی مباحثہ اور مناظرہ۔ کسی تقریر و تحریر کسی مضمون و نوٹ اور کسی گفتگو میں قطعاً قطعاً کوئی تمسخر کوئی طعن آمیز بات اور کوئی خلاف وقار بات نہ کہیں، نہ کریں۔ خواہ دشمن ہزار تمسخر اڑائے اور خواہ احمدی پبلک ناراض ہو کر انہیں چھوڑ کر چلی جائے مگر وہ اس اصول کو نہ چھوڑیں۔ اور اپنے امام کے اس حکم کو ایک لمحہ کے لئے نظر انداز نہ کریں۔ کہ سے

گالیاں سن کے دعا دو۔ پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو۔ تم دکھاؤ انکسار

انبیاء کی امتیازی خصوصیت

اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ تمام نبیوں نے۔ تمام الہامی کتابوں نے اور اس زمانہ کے حکم و عدل نے اپنے مخالفوں کے حق میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ تو ہم جو ان کے متبع ہیں ہم کیوں نہ اس رنگ میں بھی ان کی اتباع کریں۔ اور کیوں نہ ان کے اسوہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جبکہ وہ ہمارے لئے ہر میدان عمل میں رہبر کامل ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آج مطالعہ کرتے کرتے حقیقۃ الوحی کا ایک ایسا مقام میری نظر سے گزرا ہے جو اس سوال کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے۔ ذیل میں حقیقۃ الوحی کا مذکورہ بالا حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ اور فیصلہ کن الفاظ کو نمایاں طور پر لکھا جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ جو شخص بھی ان الفاظ کو پڑھے گا۔ اسے خود بخود پتہ لگ جائے گا۔ کہ انبیاء کے سخت الفاظ ہمارے لئے اسوہ نہیں۔ بلکہ وہ ان کی امتیازی خصوصیت ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے۔ اور تعجب کرو گے۔ کہ اس قدر سختی اس کی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اس وقت فی الفور دور ہو جائیگا جب اس کی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے۔ وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا۔ کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو۔ بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ جس قدر خدا کے نبی دنیا میں آئے ہیں۔ ان سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سعد اللہ تھا۔ اس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا۔ جو اس کو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بے حیائی سے اس کے مونہہ سے نکلتی تھیں۔ کہ جب تک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو۔ ایسی فطرت کا انسان نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ **میں نے اس کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ اور اپنے تئیں روکا کیا۔** لیکن جب وہ حد سے گزر گیا۔ اور اس کے اندرونی گند کا پل ٹوٹ گیا۔ **تب میں نے نیک نیتی سے** اس کے حق میں وہ الفاظ استعمال کئے۔ جو محل پر چسپاں تھے۔ اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ میں مندرج ہیں۔ بظاہر کسی قدر سخت ہیں۔ مگر وہ دشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ واقعات کے مطابق ہیں۔ اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک نبی حلیم تھا۔ مگر ان سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ تاہم انہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ وہ مکار ہیں، خربیا ہیں، مفسد ہیں۔ سانپوں کے بچے ہیں، بھیڑیے ہیں۔ اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں۔ اور کنجریاں ان سے پہلے بہشت میں جائیں گی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں۔ اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی۔ بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہونچ گئی۔ **تب خدا کے اذن سے یا اس کی وحی سے وہ الفاظ انہوں نے استعمال کئے۔**

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا۔ اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں۔ اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔ اور میرا نام کذاب مفسد۔ دجال۔ مفتری۔ مکار۔ ٹھگ۔ فاسق فاجر۔ خائن رکھا **تب خدا نے میرے دل میں ڈالا۔** کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر ایک سے بھلائی کروں۔ مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے۔ تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے۔ ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دکھ دیا۔ اور حد سے زیادہ دکھ دیا۔ اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا۔ پس میں بجز اس کے کیا کہوں۔ کہ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔" (از تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱)

مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نبی جو سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یا تو وحی کے الفاظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کے سخت الفاظ۔ یا وہ کم سے کم خدا کی اجازت۔ اور خدا کے دل میں القاء کرنے سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض سخت الفاظ ہیں لیکن ہم جو کہ ان نبیوں کے متبع ہیں۔ ہمیں اس وقت اپنی تقریروں اور تحریروں میں سختی کرنی چاہیئے۔ جبکہ ہمیں کوئی الہام ہو۔ یا کم سے کم ہم صدق دل سے کہہ سکیں۔ کہ اب خدا تعالےٰ نے واقعہ میں ہمارے دل میں القاء کیا ہے کہ ہم سختی سے کام لیں۔ اور گویا ہماری یہ کارروائی وحی خفی کے ماتحت ہے۔ ورنہ ان دو صورتوں کے بغیر ہمیں اجازت نہیں کہ ہم حریف کی سختی کا جواب سختی سے دیں۔ اور بات بھی یہی معقول ہے۔ کہ نبی خدا کے حکم کے ماتحت بے شک سختی کرے۔ مگر ہم جو اس کے متبع ہیں ہمیشہ نرمی دکھلائیں۔ جیسا کہ اگر کوئی شخص ہماری چوری کرے۔ تو گو نقصان ہمارا ہوا ہے۔ مگر ہم اس کا ہاتھ نہیں کاٹ سکتے۔ ہاتھ کاٹنے کا اختیار اسلامی حکومت ہی کو ہے۔ یا کوئی شخص ہمارے کسی عزیز کو قتل کر دے۔ تو ہمیں اجازت نہیں۔ کہ ہم خود اسے قتل کر دیں۔ بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم حکومت کو اطلاع دیں۔ اور سرکار اُسے پھانسی کی سزا دے۔

پس جس طرح بعض بعض سزائیں حکومتوں نے صرف اپنے اختیار میں رکھی ہیں رعایا کو اُن کے دینے کا اختیار نہیں۔ اسی طرح بدگو دشمن کی بدگوئی کی سزا الفاظ میں۔ اور افعال میں خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر ہمیں ہمارے امام کا یہی حکم ہے۔ کہ سے

گالیاں سُن کے دعا دو۔ پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو۔ تم دکھاؤ انکسار

بلکہ ہمارے امام کے امام یعنی قرآن کا بھی یہی ارشاد ہے۔ کہ:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۝

یعنی مسلمانو! تم اہل کتاب اور غیر اہل کتاب، ہر دو قسم کے گروہوں سے بُرے بُرے الفاظ سنو گے۔ مگر دیکھو۔ تمہیں یہی حکم ہے۔ کہ صبر کرو صبر کرو صبر کرو۔

ذکر و فکر

صدقہ کا بکرا

(حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے قلم سے)

عموماً احمدیوں کے گھروں میں کوئی بیمار ہوجائے۔ یا کوئی اور مصیبت آپڑے۔ تو صدقہ دیتے ہیں۔ اور یہ صدقہ اکثر جانور کی قربانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ جو خداشناسی میں بڑھے ہوئے ہیں وہ ذرا ذرا سی تکلیف پر یا کسی منذر خواب کے نظر آنے پر بھی بطور حفظ ماتقدم بکرے کی قربانی کرادیتے ہیں۔ اور جو غریب ہیں۔ وہ بھی بیٹے یا بیوی کی سخت بیماری یا کسی اور ایسی ہی سخت تکلیف کے وقت اس بات پر عمل کرتے ہیں۔ مگر ہمارے نئے تعلیم یافتہ عزیزوں میں ہی بعض نوجوان اس بات پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ایسے وقت ایک بکرا ذبح کرانا کیا فضول سی بات ہے اگر کسی پر مصیبت بنے۔ تو وہ اپنی مصیبت کے علاوہ ایک بے زبان جانور پر بھی مصیبت ڈالدیتا ہے۔ خود خدا سے رحم چاہتا ہے۔ مگر قصائیوں کی طرح بکروں پر چھریاں پھروانے لگتا ہے۔ اس کی بجائے بہتر تھا۔ کہ وہ غریبوں کو کپڑے اور پیسے اور اناج دیدیتا۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ غربا گوشت ہی کھائیں۔ تو صدقہ قبول ہو۔ ورنہ نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

بظاہر یہ اعتراض مدلل اور معقول معلوم ہوتے ہیں۔ اور چونکہ ایسی باتیں بعض ناواقف طبائع پر اثر کرسکتی ہیں۔ اور غلط ہیں اس لئے ان کا ازالہ ضروری ہے۔

سواول تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کا صدقہ ایک مسنون طریقہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ حج جیسے اسلامی رکن میں اور بقرعید کے موقعہ پر لاکھوں جانور ذبح کئے جاتے ہیں بلکہ بعض کو تو صرف چھری پھیر کر یونہی زمین میں دفن کردیا جاتا ہے۔ کوئی ان کی کھال یا گوشت تک سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف ظاہری فائدہ ہی اٹھانا مقصود نہیں۔ اس کے علاوہ ایسی قربانیاں ہمیشہ سے سنت انبیا رہی ہیں۔ اور ہمارے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ حسنہ موجود ہے جو ذرا ذرا سی تکلیف۔ بیماری۔ ابتلاء اور منذر خوابوں پر کئی کئی بکرے بطور صدقہ ذبح کرایا کرتے تھے۔ پس حضور کا عمل ہی ہمارے لئے دلیل ہے۔ اور اس پر کسی مزید دلیل کی حاجت نہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کو اس قدر صدقات اس رنگ میں کراتے دیکھا ہے۔ کہ میرے دل میں یہ فولاد کی میخ کی طرح گڑ گیا ہے۔ کہ ایسا صدقہ دیگر قسم کے صدقات پر بڑی بھاری فضیلت رکھتا ہے۔ اور پانچ روپیہ کا بکرا صدقہ میں ذبح کرانا شاید غربا کو سَو روپیہ کی جنس اور غلہ تقسیم کرنے سے زیادہ درگاہ خداوندی میں مؤثر اور مقبول ہے۔ پس جب حضور علیہ السلام کا طرزِ عمل ایک بات کی بابت قائم ہوگیا۔ تو وہ بات ہماری جماعت کے لئے سنت اور حجت ہوگئی۔ اور بلاچون وچرا دل کی خوشی سے اس کو تسلیم کرلینا یہ سچے مخلص کا شیوہ ہے۔

اس بڑی اور اصلی دلیل کے بعد میں اور بعض باتیں بھی اس امر کے جواز کے متعلق عرض کئے دیتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ بہرحال ہم ایک گوشت خور قوم ہیں۔ اور اپنے ذاتی تجربہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق گوشت کو سید الطعام یعنی سب سے اعلےٰ کھانا یقین کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم جب صدقہ کا کھانا دے کر غربا کو خوش کرنے لگیں۔ تو ادنےٰ قسم کا طعام ان کے لئے پیش کریں۔ اور کیوں صرف آٹا۔ روٹی یا غلہ خرید کر ان کو دے دیں۔ اگر گوشت واقعی سید الطعام ہے۔ تو ایسے موقعہ پر صدقہ میں وہی کھانا دینا چاہیئے۔ جو سب سے افضل اور سب سے اعلےٰ ہو۔ اور وہ گوشت ہے۔ اس لئے ضروری ہوا۔ کہ بکرا ہی صدقہ میں دینا بہتر ہے۔ نہ کہ کھچڑ یا میٹھے چاولوں کی دیگ یا اناج اور آٹا۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر نقد پیسے غربا کو تقسیم کردیئے جائیں۔ تو ہرگز کوئی ان میں سے گوشت نہیں خریدے گا۔ بلکہ کوئی مرچیں لے آئیگا۔ کوئی لکڑیاں۔ کوئی آٹا۔ کوئی شکر کوئی تمباکو۔ پس وہ اعلےٰ طعام کبھی نہیں کھائیں گے۔ جب تک آپ خود ان کے لئے گوشت کا بندوبست نہیں کریں گے۔ اور صرف پیسے دینے سے سید الطعام کھلانے کا مسئلہ حل نہ ہوسکے گا۔

رہی یہ بات کہ غریبوں کو گوشت کھلانا یا اسے ان کے لئے اعلےٰ غذا سمجھنا ہی فضول سی بات ہے۔ تو یہ میں اس وقت تسلیم کرلونگا۔ جب معترض خود گوشت کھانیوالا نہ ہو۔ بلکہ میں تو اسے روز اپنے نوکر پر خفا ہوتے دیکھتا ہوں۔ کہ دیکھ تو سینہ کے ٹکڑے نہیں لایا۔ حالانکہ تجھے کئی دفعہ کہا ہے۔ کہ "لا تیو سینہ چاہے لگے مہنگا"۔ اور نہ تو پٹھ کا گوشت لاتا ہے۔ جبکہ تجھے بیسیوں بار سمجھایا ہے۔ کہ "لائیو پٹھ ورنہ آئیو اُٹھ"۔ پس جن کے اپنے چسکے اور چٹخارے اس نوبت تک پہنچے ہوئے ہوں کہ وہ ایک دن بھی بغیر گوشت کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ تو پھر وہ کس منہ سے اعتراض کرسکتے ہیں۔ کہ غربا کو خاص طور پر گوشت کھلانا محض فضول ہے کیا اپنے کھانے کے وقت ان کو گوشت کی فضولیت بھول جاتی ہے۔ اور یہ دلیل صرف غربا کو گوشت سے محروم کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے کیا ان لوگوں میں معترض کی طرح قوت ذائقہ اور ادراک لذت نہیں ہے؟ یا وہ انسانی احساسات اور ادراکات سے عاری ہوچکے ہیں۔ رہا بکرے کی جان کا سوال سو اگر ہم پانچروپیہ کے پیسے بھی دیدیں۔ اور ان سے کہدیں۔ کہ سب لوگ ان پیسوں سے گوشت خرید کر ہی کھائیں۔ تو بھی مذبح میں ایک بکرا زیادہ ذبح ہوگا۔ کیونکہ پانچ روپیہ کے گوشت کے گاہک اس دن زیادہ ہوجائیں گے۔ پس جان تو ایک زائد بکرے کی یوں بھی قربان ہوگی۔ پھر کیوں نہ گھر میں ہی وہی پانچروپیہ کا بکرا ذبح کرا لیا جائے۔ تاکہ دوسرا جو فائدہ ہے۔ وہ بھی حاصل ہوجائے۔

اسی طرح معترض کے رحم کا سوال بھی نہیں حل ہوجاتا ہے۔ اُسے کبھی اپنے گوشت کھانے کے لئے ان بکروں پر رحم نہیں آیا۔ جن کا گوشت اس کے ہاں روزانہ دونوں وقت آتا ہے۔ اور نہ کبھی اس نے لاکھوں بکرے ہر روز ہر ملک میں کٹنے کے برخلاف کبھی کوئی صدائے احتجاج بلند کی۔ احتجاج اور رحم اسے صرف اس وقت سوجھتا ہے۔ جب ایک بکرا سنتِ انبیاء کے ماتحت مصیبت ٹالنے اور خدا تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے غربا کی خاطر ذبح کیا جاتا ہے۔ مگر جب تنورِ شکم کے بھرنے اور نفس کو موٹا کرنے کے لئے روزانہ کروڑوں غریب چوپایوں کی کلیجیاں اور سریاں اور سینے اور گوشت بھون کر اور چٹخارے مار مار کر کھائے جاتے ہیں۔ اس وقت رحم پاس بھی نہیں پھٹکتا۔

تیسرا فائدہ ایسی قربانی کا یہ ہے۔ کہ اگر وہ سچی نیت اور پاک ارادہ سے کی جائے۔ تو وہ دعا کی فوری قبولیت میں مددگار ہوتی ہے۔ اور اکثر دفعہ مصیبت کو خدا تعالےٰ کے فضل سے آناً فاناً دفع کردیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جتنی قربانیاں مذہب اسلام نے بتائی ہیں ان میں ایک اصل یہ بتا دیا ہے کہ لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءھا و لکن ینالہ التقوٰی منکم یعنی کسی قربانی کا گوشت پوست خدا کے ہاں نہیں پہونچتا۔ بلکہ اس کے ہاں صرف وہ نیت وہ ارادہ وہ قلبی کیفیت وہ قربانی کا جذبہ پہنچتا ہے جس پر ثواب اور اجر اور قبولیت مترتب ہوتے ہیں۔ اب دوسری طرف غور کرو۔ کہ ایک مومن مصیبت میں ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے۔ مگر مصیبت میں تخفیف نہیں ہوتی۔ اس پر وہ صدقہ کرتا ہے۔ ایک بکرا لاتا ہے اور اسے خود ذبح کرتا ہے۔ وہ اس وقت اس ذبح شدہ بکرے کو ایک بکرا نہیں سمجھتا۔ بلکہ خود اپنے وجود کا قائم مقام سمجھتا ہے۔ اور اس کا دل اس کے خیالات کی ترجمانی یوں کرتا ہے کہ اے میرے رب میں اس قربانی کی طرح تیرا فرانبردار اور لاشہ محض ہوں۔ میں نے تیری رضا کے لئے اپنے نفس پر اسی طرح چھری پھیر دی ہے۔ جیسے اس بکرے پر قصائی نے۔ پس جب سب سے بڑی چیز یعنی خود اپنا وجود میں نے تیرے لئے قربان کردیا۔ اور اسے تیرے پر صدقے کردیا۔ تو اب مجھ میں اور تجھ میں کیا بیگانگت رہ گئی۔ اے میرے خدا میں تیرے قربان تجھ پر صدقے۔ تو اپنے فضل سے مجھے اس مصیبت ...

... بیان کیا۔ یہ سیر بھر آٹا دیدینے یا ایک کرتہ خیرات کردینے یا پانچروپیہ نقد کسی کے ہاتھ میں رکھدینے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ صرف صدقہ کے بکرے کی قربانی سے ہی حاصل ہوسکتا ہے اور بس۔

واقعاتِ عالم پر نظر

(۱) ترکی بیڑا بحری دَورہ پر (۲) پوپ اور روس (۳) ہندوستانی ریاستیں

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

قانونِ قدرت زود یا بدیر انفرادی و نوعی مکافات کو عمل میں لاتا اور آسمان کا ہاتھ نہایت خفیہ طریق پر ظالم کو ظلم کی پاداش کا مزہ چکھانے گرے ہوئے کو اٹھانے متکبر کو نیچا دکھانے کی دفعات کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ بحیرۂ روم کے سواحل نے اس ڈرامے کے جو مناظر پیش کئے ہیں۔ وہ تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں۔ ایک وقت تھا کہ روم سے منسوب ہونے والے پانیوں پر سے

تھا کلمۂ شہادت پرچم کی جن کے زینت
دریائے روم پر تھیں وہ کشتیاں رواں

جزیرہ قبرص نے پہلا بیڑا دیکھا۔ سسلی اور سپین کے آثار قدیمہ ان فتوحات کے شاہد ہیں۔ جو اس بیڑے نے کیں۔ عرب نے اپنی فتوحات کو ترک کے سپرد کیا۔ اور مسلمان ترک نے کچھ عرصہ عمل کر کے سلطان سلیم فاتح کا زبردست بیڑا تیار کیا ہم نے اپنی آنکھ سے سمندروں کی ملکہ کا دعوےٰ رکھنے والے انگلستان کے بیڑہ کے بحری مستقر سوتھمپٹن سوتھ سی پورٹسمتھ میں اس زمانہ عروج کے آثار دیکھے ہیں۔ ترکی بحری سپاہیوں کا قبرستان ہے۔ سوتھ سی کارپوریشن کا نشان اب تک ہلال و ستارہ ہے۔ گلیوں کے نام سلطان سٹریٹ وغیرہ ہیں۔ یعنے ترکی بیڑہ انگلستان کے سمندروں میں انگریزوں کے حلیف کی حیثیت سے ایک وقت لنگر انداز تھا۔ اسرائیلی اور اس کے ہم نوا کانزرویٹو سیاسیین نے ان تعلقات کو یاد رکھا۔ مگر لبرل گلیڈسٹون اور لائڈ جارج نے تعصب سے کام لیا۔ اور بتدریج ترکی بحری طاقت کو ختم کرنے کی حکمت عملی سے کام لیا۔ زمانہ کے پہیہ نے پھر چکر کھایا ہے اور مسولینی کی بڑھتی ہوئی حرص نے انگلستان کی آنکھیں کھولی ہیں۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم نے اسلامیوں میں کمال اتاترک اور عصمت پاشا اینیو سے ملاقات کی۔ اور دردانیال کو مسلح کر لینے کے معاہدہ اور انگلستان ترکی کے فرمانرواؤں کی ملاقات کے معاً بعد اعلان ہؤا کہ ترکی بیڑہ ۱۸ ستمبر کو مالٹا جائے گا۔ اور انگریزی مہمان ہوگا۔ اس کے بعد یونان پہونچے گا اور یونان کا مہمان ہوگا۔ بیمار ترکی مر کر زندہ ہؤا ہے اور ترکی کے ذمہ دار لوگ حال میں بولے ہیں۔ اور برملا کہدیا ہے۔ کہ "ہم کو سول امن کا درکار ہے۔ مگر اطالیہ کے کان اس سے قبل کھینچنے کی ضرورت ہے۔" بہر حال ترکی بیڑے کا ایک دفعہ پھر کھلے سمندروں میں نکلنا آقائے قضاء و قدر اور قوموں کی قسمتوں کو بدلنے والے زبردست ہاتھ کا بروقت ظہور ہے۔

(۲)

روس جسے ایک مدت تک اس کے شہنشاہیت کے زمانہ میں انگریزی رقابت کے باعث ریچھ کہا جاتا ہے۔ مذہبی مظالم سے تنگ آیا۔ اور سخت تنگ آیا۔ اور بغاوت کی۔ تو اس نے زمین و آسمان دونوں سے کی۔ روسی کمیونسٹ اپنی لا مذہبیت میں کیتھولک مذہب کا خاص دشمن ہے۔ اس کے نزدیک قوم کی غلامی کی زنجیریں پوپ اور اس کے قائمقام راہب اور راہبہ اور راہب خانوں اور کلیساؤں پر مشتمل ہیں۔ اس لئے وہ ہر جگہ ان چیزوں کا صفایا کرتے ہیں۔ ہسپانیہ میکسیکو۔ جنوبی امریکہ اور بالخصوص روس میں پوپ کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ مگر روم کا مذہبی مسولینی اپنی طاقت کو واپس لینے کے لئے خفیہ منصوبوں میں کسی سے پیچھے نہیں۔ مسیحی حبش تباہ و برباد کیا گیا۔ مسلمانوں کا خون ہر طرف رواں ہؤا۔ ہٹلر نے یہودیوں کو تباہ کرنے کا پروگرام سنایا۔ مگر نرم دل مسیحی گلہ بان کو بولنے کی ضرورت داعی نہیں ہوئی۔ لیکن اب جبکہ سیاسی خلافتیں قائم کی جا رہی ہیں۔ پوپ نے روس کے خلاف کیتھولک جذبات نفرت کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ جرمنی نے بھی کیتھولک مذہب اور اس کے اثرات کو دور کرنے میں کمی نہیں کی:

جرمن قائد اعظم روس کمیونزم کو مٹانے کا اعلان کر چکا ہے۔ ہسپانیہ کے باغی جنرل مولا نے کیتھولک مذہب کے قیام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ پوپ کا جب تک روسی ہمدردی و اعانت کا حکومت سپین کو سہارا ہے۔ اپنی کامیابی دور دیکھتے ہیں۔ اس لئے مسولینی کے اشارہ پر اپنے معتقدین پر اثر ڈالنے کے لئے جرمنی اٹلی کے جدید اتحاد کو ایک طرح برکت دیتے ہیں۔ اور بھول چکے ہیں کہ دنیا میں سابقہ کشت و خون کی ذمہ داری بڑی حد تک روم کے کلیسا پر ہے۔ اور اب آیندہ کی جنگ عظیم میں تباہ دے گا۔ کہ امن کے مدعی یسوعی پوپ نے ایک فریق کو دوسرے کے مقابل کشت و خون پر اکسانے میں گرجا کی قدیم روایات پر عمل کیا۔ اور ہمارا تو یقین ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوگا تا پرانی بادشاہت کی جگہ نئی بادشاہت اور خلافت قائم ہو۔ اور خدا وند خدا کی جلالی و جمالی حکومت جس کا مرکز قادیان ہے۔ روم کی تباہی پر زمین کو امن اور زمینی لوگوں کو پیغام صلح دینے کے لئے قائم ہو۔

(۳)

ہندوستان میں سیاسی تغیرات رونما ہیں ۱۹۳۷ء کا آغاز نئے دور سے ہوتا ہے۔ برطانوی شہنشاہیت برطانوی ہند سے ہندوستانی ہند کی طرف اپنی سیاست کا رخ اور توجہ پھیر دی ہے۔ لہذا سیاسی قائدین ریاستوں کے وجود کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ ریاستوں کی بنیادیں کھوکھلی ہیں۔ ڈاؤننگ سٹریٹ دیر تک سہارا انہیں دے سکے گا۔ اس لئے ہندوستانی حکمرانوں کو اپنی اصلاح کرنا ضروری ہوگی۔ ایک ریاست میں کسی وقت ایک آریہ سماجی لیڈر کی سالگرہ منانے پر ایک ہزار مسلمانوں کو مرتد بنانے کی رسم ادا ہوئی۔ دوسری میں مولویوں کو بلا کر ان ڈاڑھیاں کھینچی گئیں۔ تیسری نے اسلام کی تبلیغ کو رد کر دیا۔ مبلغین کو نکال دیا۔ کسی نے مسجد گرائی۔ مبلغین کو نکال دیا۔ ایک سے مسلمان رعایا ہجرت کر رہی ہے۔ بعض جگہ رؤسا اپنے عقائد کی اشاعت کے لئے ذاتی اثر استعمال کر رہے ہیں۔ گاندھی جی ایک ہندو ریاست کے مسلمان کئے جانے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ہم اپنے کانوں سے آج سے دس سال قبل ہندوستان کے باہر گاندھی جی کے مکمل فقرہ کا دوسرا جزو سن چکے ہیں۔

ہندو ریاست ہندوؤں کی ہے۔ اس کے متعلق ہم سے کہا گیا۔ "ہر چند بچانے کی کوشش کی ہے۔ مگر ممکن نہیں۔" غرض ہندوستانی ریاستوں کو سنبھلنے انصاف سے کام لینے رعایا کے جذبات کا احترام کرنے اور بالخصوص مذہبی آزادی کے زریں اسلامی اصول کا اپنی حفاظت کی خاطر پاس کرنے کی اشد ضرورت ہے

مراد ما نصیحت بود کردیم

موعودہ نہیں بلکہ وصول شدہ

اخبار الفضل ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کے صفحہ ۱۰ پر "تحریک تعمیر مہمانخانہ و توسیع مسجد مبارک و اقصیٰ اور جلسہ سالانہ کا خیر مقدم" کے عنوان سے جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس کے متعلق یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فہرست وصولی چندہ کی ہے نہ کہ موعودہ رقوم کی۔ فہرست میں غلطی سے موعودہ رقم کا لفظ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ موعودہ یا مقررہ رقم اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ پس احباب اس فہرست سے یہ خیال نہ کریں۔ کہ وہ رقوم موعودہ ہیں۔ بلکہ یہ موعودہ یا مقررہ رقم کی اقساط کی وصولی ہے

ناظر بیت المال قادیان

امیدواران مبلغین کلاس کو اطلاع

امیدواران مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ قادیان کے انٹرویو کے وقت جملہ امیدوار حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ

مقام نبوت اور قانون قدرت

تمام مخلوق بعض خواص کے لحاظ سے چار طبقوں میں منقسم ہے۔ اول۔ جمادات جو سب سے ادنیٰ قسم ہے۔ وہ نہ اپنی جگہ تبدیل کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی بڑھتی ہے۔ دوم۔ نباتات جو اپنی جگہ تو تبدیل نہیں کر سکتی لیکن بڑھتی ہے۔ اور اپنی خوراک جڑوں کے ذریعہ زمین سے اور پتوں کے ذریعہ ہوا سے حاصل کرتی ہے۔ سوم۔ حیوانات۔ جو اپنی جگہ بھی تبدیل کر سکتے ہیں اور بڑھتے بھی ہیں۔ اور اپنی خوراک منہ کے ذریعہ کھاتے ہیں۔ لیکن ان میں اتنی عقل نہیں ہوتی جس کے ذریعہ اپنے نیک و بد کی تمیز کر سکیں چہارم۔ انسان جو حیوانات کی طرح اپنی جگہ تبدیل کرنے پر بھی قادر ہیں۔ اور اپنی خوراک بھی منہ کے ذریعہ کھاتے ہیں لیکن حیوانات سے زیادہ ان میں عقل ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ اپنے نیک و بد کی پہچان کر سکتے ہیں۔

ان چاروں طبقات کی مخلوق کے خواص پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر طبقہ کی مخلوق کے اندر ان کے خواص کے لحاظ سے مختلف مدارج ہیں۔ ایک طبقہ کی اعلیٰ درجہ کی مخلوق اپنے اوپر کے طبقہ کی ادنیٰ درجہ کی مخلوق سے اس قدر ملتی جلتی ہے۔ کہ بعض اوقات ان میں تفریق کرنا مشکل ہو جاتا ہے جس سے عیاں ہے۔ کہ ایک طبقہ کی مخلوق ترقی کر کے دوسرے طبقہ میں شامل ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ یا بالفاظ دیگر قانون قدرت ایک طبقہ کی مخلوق کو ترقی دے کر اوپر کے طبقہ میں شامل کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر اس اصل کو اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے۔

اینٹ۔ پتھر۔ دھاتیں وغیرہ جمادات یعنی سب سے ادنیٰ طبقہ کی اشیاء ہیں۔ جن کا خاصہ ہے۔ کہ یہ نہ اپنی جگہ بدل سکتی ہیں اور نہ ہی بڑھتی ہیں۔ لیکن بعض ایسی جمادات ہیں۔ جو اگرچہ اپنی جگہ خود بخود تبدیل نہیں کر سکتیں۔ لیکن نباتات کی طرح بڑھتی ہیں۔ جیسے بڑھنے والی پہاڑیاں یا سپیج وغیرہ جو بڑھنے کی خاصیت کی وجہ سے نباتات سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن نباتات کی طرح اپنی خوراک جڑوں و پتوں سے حاصل نہیں کرتے۔ ایسی اشیاء جمادات اور نباتات کے بین بین ہیں۔ جو نہ تو پوری طرح جمادات ہیں اور نہ پوری طرح نباتات اسی طرح نباتات اور حیوانات کے درمیان بعض ایسی مخلوق ہے۔ جو دونو طبقات سے مشابہت رکھتی ہے۔ جس طرح کرم خور پودے اور حیوان خور درخت جو اکثر دلدلوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور نباتات ہونے کی وجہ سے خود بخود اپنی جگہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور اپنی خوراک جڑوں کے ذریعہ زمین سے اور پتوں کے ذریعہ ہوا سے حاصل کرتے ہیں لیکن علاوہ اس کے حیوانات کی طرح کیڑے مکوڑے اور دیگر جاندار بھی کھا جاتے ہیں جیسے پچر پلانٹ Pitcher Plant

یہ ایک قسم کا پودا ہوتا ہے۔ جس کے پتے چھوٹی چھوٹی گھڑیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے منہ پر ڈھکنے ہوتے ہیں۔ جن کی سطح چکنی ہوتی ہے۔ اور جو گھڑیوں کے منہ پر سے اٹھے رہتے ہیں۔ جب کوئی کیڑا مکوڑا یا مکھی ان ڈھکنوں پر بیٹھتی ہے۔ تو پھسل کر ان گھڑیوں میں گر جاتی ہے۔ اور اوپر سے ڈھکنے خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔ اور گھڑیوں کی اندرونی سطح سے ایک قسم کی رطوبت نکل کر اس گری ہوئی چیز کو تحلیل کر دیتی ہے۔ اور پھر ڈھکنا اوپر اٹھ جاتا ہے۔ تاکہ دوسرا شکار قابو کرے۔

اسی طرح ایک اور پودا ہوتا ہے۔ جس کے پتوں پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں جو کھڑے رہتے ہیں۔ جب کوئی کیڑا مکوڑا بالوں سے ٹکراتا ہے۔ تو بال اور پتا اس کے گرد لپٹ جاتا ہے۔ اور پتے کی سطح سے رطوبت خارج ہو کر اس کے کیڑے مکوڑے کو جذب کر لیتی ہے۔ اور پتا پھر نئے شکار کو پکڑنے کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس طرح یہ پودے جاندار اشیاء کھاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح افریقہ کے جنگلوں میں ایک درخت ہوتا ہے۔ جس کے تنوں سے لمبی لمبی تاریں نیچے لٹک رہی ہوتی ہیں۔ جب کوئی جانور درخت کے قریب جائے۔ تو تاریں اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور اس کے گرد لپٹ کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اور اس طرح اس جانور کا خون چوس لیتی ہیں۔ آخر جب اس کا پنجر رہ جاتا ہے تو اسے چھوڑ دیتی ہیں۔

ان مثالوں سے واضح ہے کہ گو یہ پودے اور درخت اپنی جگہ تبدیل نہ کر سکنے کی وجہ سے نباتات میں شامل ہیں۔ لیکن جاندار اشیاء کو بطور خوراک استعمال کرنے کی وجہ سے حیوانات کی طرح ہیں۔ اسی طرح حیوانات اور انسان کے درمیان بعض ایسے جاندار ہیں۔ جن کا شعور اس قدر بڑھا ہوا ہے۔ کہ وہ تقریباً تقریباً عقل انسانی کے قریب قریب پہنچ جاتا ہے۔ جیسے بعض قسم کے بندر اور ہاتھی وغیرہ ادنیٰ قسم کے انسانوں جیسی سمجھ رکھتے ہیں۔ یہ درمیانی مخلوق بھی اسی اصل کو واضح کرتی ہے۔ کہ قانون قدرت کا یہ منشاء ہے کہ ایک طبقہ کی مخلوق ترقی کر کے اوپر کے طبقہ سے مل جائے۔ اور اس سے مشابہت تام پیدا کرے۔ جب قدرت نے ہر طبقہ کی مخلوق میں یہ ترقی کی خاصیت رکھی ہے۔ تو یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس کو اس ترقی کی خاصیت سے محروم رکھا گیا ہو۔ اور اس کی ترقی کے راستے بند کر دیئے گئے ہوں بلکہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے یہ خاصیت اس میں بدرجہ اولےٰ موجود ہونی چاہیئے۔ چنانچہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسانی طبقہ کے اندر ترقی کرنے کی خاصیت سب سے زیادہ موجود ہے انسان ترقی کر کے اپنے خالق سے مشابہت حاصل کرنے کی طرف مائل ہے۔ اور ایسے انسانی وجود ہوتے رہے ہیں۔ جو ایک طرف انسان تھے۔ اور دوسری طرف ترقی کر کے اور خدائی صفات کے مظہر بن کر خدا نما ہو گئے۔ اور خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بن گئے یہی وہ وجود ہیں جو انبیاء کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ وہ دیگر انسانوں کی طرح مخلوق ہوتے ہیں۔ اور ان ہی کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ لیکن روحانی طور پر اس قدر ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ کہ ان سے بعض افعال ایسے سرزد ہوتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض خدائی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کی مثال اس لوہے کی سی ہوتی ہے۔ جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور آگ کی طرح روشنی اور گرمی دیتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے لوہا ہی رہتا ہے۔ اسی طرح انبیاء خدا کی محبت کی آگ میں پڑ کر گو اس کی صفات کا اظہار کرتے ہیں لیکن اپنا تعلق انسانوں سے بدستور قائم رکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وھو بالافق الاعلیٰ۔ ثم دنا فتدلیٰ۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اور وہ کنارے بلند پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا۔ تو اتر آیا۔ پس تھا وہ نزدیک کمان یا زیادہ نزدیک۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترقی کر کے قرب کے اس مقام پر پہنچ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہو گئے اور پھر نیچے اترے تاکہ دیگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائیں۔ غرضیکہ انسان اور خدا کے درمیان ایسی مخلوق کا ہونا جو ایک طرف تو انسانی خواص اپنے اندر رکھے اور دوسری طرف خدا نما ہو۔ انسانی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بعض نادان یہ خیال کئے بیٹھے ہیں۔ کہ گذشتہ زمانہ میں ایسے وجود پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اب ان کا پیدا ہونا بند ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ قانون قدرت جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں کام کرتا رہا ہے۔ آج بھی اسی طرح کام کر رہا ہے۔ اور جس طرح گذشتہ زمانہ میں نسل انسانی ترقی کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ آج بھی اس کے اندر ترقی کی وہ تڑپ موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ترقی کے راستے اس زمانہ یا آئندہ زمانہ کے لئے بند نہیں کر دیئے۔ اس لئے اب بھی گذشتہ زمانہ کی طرح جب بھی ضرورت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسان پیدا کرتا رہے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جذب ہو کر اس کی صفات کے مظہر بنیں گے اور دیگر انسانوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کریں گے۔ چنانچہ اس زمانہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان سے خالی نہیں رکھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں اس قانون قدرت کا ثبوت مہیا فرمایا ہے جو ابتداء سے اس دنیا میں کام کر رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک کرتا رہے گا۔ اسلئے اہل بصیرت انسانوں کو چاہیئے کہ وہ اس مبارک وجود کو پہچانیں اور اپنی

بقیہ [illegible]

تحریکِ جدید کے ماتحت تبلیغِ احمدیت

مختصر رپورٹ ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۶ء

تبلیغ بذریعہ مجاہدین

حسب سابق تین مستقل مرکزوں میں تبلیغ بذریعہ مستقل مجاہدین و وقف کنندگان رخصت خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۴۹ واقفین رخصت نے (علاوہ مستقل مجاہدین) ہر سہ مرکزوں میں کام کیا۔ ان کے علاوہ ۱۱۴ واقفین رخصت نے مختلف علاقہ جات میں تبلیغ کی۔ ۴۴ اصحاب داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے اللہ تعالےٰ ان کو استقامت دے اور خادمِ دین بنائے۔ ۵ نوجوانوں کو مطالبہ نمبر ۱۵ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ماتحت اپنے طور پر بیرونِ ہند جانے کے لئے تصدیقی چٹھیاں دی گئیں۔

موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے سکول بند ہو رہے تھے۔ کثرت سے طلباء نے اپنی چھٹیاں تبلیغ اسلام کے لئے وقف کیں۔ جن کو تبلیغی نظام کے ماتحت مختلف علاقہ جات میں بھیجا گیا۔ ان کی کارگزاری کی رپورٹیں باقاعدہ دفتر میں موصول ہوئیں۔ جو نہایت مسرت افزا تھیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار خود اپنے تبلیغی مرکزوں کے حالات کا مطالعہ کرنے اور مجاہدین کے کام کی رفتار کا اندازہ لگانے کے لئے دورہ پر گیا۔ مرکزی انچارج صاحبان سے حالات دریافت کئے۔ اور ان کو ضروری ہدایات دیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے علاقہ کے حالات مجموعی طور پر احمدیت کے موافق ہیں۔ اسی دوران میں مرکز تکیریاں ضلع ہوشیارپور میں اہل تشیعہ اور احمدیہ جماعت کے درمیان شرائط مناظرہ طے ہوئیں۔ مناظرہ تحریری اور تقریری ہو گا جس کے لئے اب یکم ۲-۳-۴ اکتوبر کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ اردگرد کے احباب کثرت سے شامل ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔ کھانے کا انتظام بذمہ انجمن احمدیہ تکیریاں ہو گا۔ اس علاقہ کی غیر احمدی پبلک کے نزدیک یہ مناظرہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ کہ مناظرہ کا انعقاد سامعین کے لئے برکت اور ہدایت کا موجب ہو۔

تبلیغ بیرونِ ہند

خدا کے فضل سے مجاہدین بیرونِ ہند تبلیغ میں منہمک ہیں۔ اور علاوہ تبلیغی فرائض کے تجارتی رنگ میں بھی اپنے معلومات وسیع کر رہے ہیں۔ جس سے امید ہے کہ وہ جلدی اس قابل ہو سکیں گے۔ کہ اپنے جملہ اخراجات خود برداشت کر سکیں۔ جملہ علاقہ جات میں احمدیت کی اشاعت کے لئے خدا کے فضل سے ایک وسیع میدان ہے۔ اور حقیقی اسلامی تعلیم قبول کرنے کے لئے لوگ بڑی بے تابی سے منتظر ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ جملہ مجاہدین کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی امان میں رکھے۔

ٹریکٹ

تحریک جدید کی طرف سے فی الحال کوئی نیا ٹریکٹ نہیں چھپوایا گیا۔ گذشتہ دنوں کے شائع کردہ ٹریکٹوں میں سے کچھ ٹریکٹ و پوسٹر دفتر ہذا میں موجود ہیں۔ مثلاً "زندہ خدا کا زندہ نشان" "کوئٹہ کا زلزلہ" "احرار خدا تعالےٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں"۔ مجلس احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ" ضرورتمند احباب منگوا سکتے ہیں۔

پروپیگنڈا

پروپیگنڈے کا کام بطریق سابق خدا کے فضل سے ہو رہا ہے۔

بورڈنگ تحریکِ جدید

حسب سابق بورڈرانِ تحریک جدید کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ اور تین ٹیوٹر مقرر رہیں۔ موسم گرما کی وجہ سے سکول بند ہو گئے۔ اس لئے طلبا کو ان کے والدین کے پاس پہونچا دیا گیا۔ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ بچوں نے قیام بورڈنگ میں جو تربیت حاصل کی ہے رخصتوں میں اس پر کہاں تک عمل پیرا ہونے کی کوشش کی۔ ایک فارم چھپوا کر ان کے والدین کو بھیجا گیا ہے کہ بعد اختتام تعطیلات فارم کی خانہ پُری کر کے سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ تحریک جدید کو ارسال کردیں۔ اب جبکہ رخصتیں ختم ہو چکی ہیں امید ہے کہ بورڈرانِ تحریک جدید کے نیک نمونے احباب جماعت کو مجبور کر دیں گے۔ کہ وہ بھی اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔

ان دنوں مکرم ڈاکٹر شاہ نواز صاحب نے افریقہ سے اپنے دو بچوں کو بورڈنگ تحریک جدید میں داخل کرانے کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مرادیں برلائے اور ان کے بچوں کو اس مقصد میں کامیاب کرے۔ جس کی خاطر دور دراز علاقہ سے ان کو روانہ کیا ہے۔

دارالصناعت

دارالصناعت کے ہر سہ شعبہ جات میں تین منیجروں اور ایک سپرنٹنڈنٹ کے زیر نگرانی کام ہو رہا ہے۔ شعبہ چرمی میں ہر قسم کے نہایت خوبصورت بڑے پائیدار شو تیار ہوتے ہیں۔ شعبہ نجاری میں خدا کے فضل سے دارالصناعت کے قیام کے اس تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں روپے کا مال تیار ہو کر نکل چکا ہے۔ اور نکل رہا ہے شعبہ آہنی کے لئے ایک لائق منیجر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ احباب جماعت سے گزارش ہے۔ کہ حضور کے ارشاد کے مطابق اپنی ضروریات کے لئے اپنے کارخانوں کی تیار کردہ اشیاء استعمال کیا کریں۔

دفتر تحریکِ جدید

عرصہ زیر رپورٹ میں دفتر میں ۲۱۴۲ خطوط موصول ہوئے۔ اور ۳۰۰۱ جاری ہوئے۔ ان میں لوکل خطوط کی تعداد بھی شامل ہے۔

احباب کرام سے گزارش ہے۔ کہ جملہ کارکنان تحریک جدید کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ وہ اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا کر سکیں۔ اور اپنے پیارے امام اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا باعث ہوں۔

انچارج تحریک جدید قادیان

ایکماہ کے درس میں شامل ہونیوالے اصحاب

الحمدللہ کہ جن دو درسوں (یعنی درس قرآن کریم اور درس صرف ونحو عربی) کا اعلان کیا گیا تھا۔ وہ ٹھیک مطابق اعلان ۱۵ اگست کو شروع ہو کر ۱۵ ستمبر کو ختم ہوا۔ اکثر مقامی احباب نے حصہ لیا اور بعض احباب باہر سے بھی تشریف لائے اور مستفید ہوئے ہر دو درس ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مسجد اقصیٰ میں دیتے رہے۔ جس سے متعلمین کو بہت فائدہ ہوا۔ خاتمہ پر ان دوستوں کا امتحان بھی لیا گیا جو باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔ نتائج امتحان ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ناظر تعلیم وتربیت

نتیجہ امتحان قرآن مجید

نام	نمبر
(۱) چودھری فقیر محمد صاحب قادیان	۹۰/۱۰۰
(۲) مولوی محمد اعظم صاحب مولوی فاضل	۹۰
(۳) عبدالرحیم صاحب	۷۸
(۴) ماسٹر مولا بخش صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ	۷۶
(۵) خلیفہ صلاح الدین صاحب	۷۴
(۶) مولوی محمد احسان الحق صاحب بھاگلپوری	۷۲
(۷) عمر الدین صاحب	۷۲
(۸) مولوی محمد سعید صاحب بنگالی	۷۰
(۹) سید غلام غوث صاحب	۶۴
(۱۰) مرزا منور احمد صاحب ابن مرزا برکت علی صاحب	۶۲
(۱۱) مرزا منور احمد صاحب ابن مرزا محمد شفیع صاحب	۵۸
(۱۲) ماسٹر عبدالقادر صاحب گجرانوالہ	۵۸
(۱۳) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ابن حافظ محمد ابراہیم صاحب	۵۸
(۱۴) غلام احمد شاہ صاحب آف کشمیر	۴۰
(۱۵) میاں محمد عثمان احمد صاحب	۳۸
(۱۶) عبدالحمید خان صاحب	۱۸
(۱۷) مرزا سیف اللہ خان صاحب فاروق	۷۸

نتیجہ صرف ونحو کلاس

نام	نمبر
(۱) ملک سعید احمد صاحب بی۔ اے	۸۸/۱۰۰
(۲) مولوی محمد احسان الحق صاحب	۸۷
(۳) جمیر احمد صاحب دہنی	۸۷
(۴) بشیر احمد صاحب چوہانی سیالکوٹی	۸۷
(۵) بشیر الدین صاحب مالاباری	۸۶
(۶) عبدالقادر صاحب گجرانوالہ	۸۴
(۷) حافظ بشیر احمد صاحب خادم بی اے	۸۷
(۸) مرزا سیف اللہ خان صاحب	۸۰
(۹) ملک مولا بخش صاحب پنشنر	۷۵
(۱۰) مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی	۷۵

نام	نمبر
(۱۱) عبدالرحیم صاحب	۷۴
(۱۲) مرزا منور احمد صاحب خورشید	۷۴
(۱۳) سید محمد محسن شاہ صاحب	۷۳
(۱۴) صلاح الدین صاحب	۷۴
(۱۵) غلام احمد شاہ صاحب کشمیر	۷۱
(۱۶) بشارت احمد صاحب امروہی	۷۰
(۱۷) عبدالحمید صاحب دہرمکوٹی	۶۴
(۱۸) کمال الدین صاحب مالاباری	۶۳
(۱۹) مرید احمد صاحب چنگوی	۵۴
(۲۰) محمد عثمان احمد صاحب	۵۲
(۲۱) محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی	۴۷
(۲۲) عنایت اللہ صاحب بوتالوی	۴۳
(۲۳) محمد احمد صاحب	۴۳

مناظرہ مہت پور کی تاریخوں میں تبدیلی

اس سے پیشتر بذریعہ اخبار الفضل یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر کو مہت پور ضلع ہوشیارپور میں شیعہ حضرات سے تحریری مناظرہ ہوگا۔ لیکن اب بعض وجوہات کی بنا پر ان تاریخوں میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ مناظرہ یکم اکتوبر تا ۴ اکتوبر کو ہوگا۔ مہت پور ریلوے سٹیشن ٹکیریاں سے تقریباً ۴ میل دور واقع ہے۔ ریل گاڑی کے ذریعہ آنے والے اصحاب خیال رکھیں۔ کہ گاڑی جالندھر شہر سے ٹکیریاں آتی ہے۔ گورداسپور سے ٹکیریاں جانے کے لئے نوشہرہ پنجو گورداسپور سے تقریباً ۸ میل دور ہے۔ ٹکیریاں احمدیہ دارالتبلیغ میں پہنچ جائیں۔ ٹکیریاں سے مہت پور ۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

انچارج تحریک جدید قادیان

علاقہ قصور وچونیاں کی احمدی جماعتوں کو اطلاع

تمام جماعت ہائے علاقہ قصور وچونیاں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ قصور کی طرف سے مولوی عبدالقادر صاحب سیکرٹری امور عامہ ان کو ایک ضروری مشورہ کے لئے طلب کریں گے۔ چاہیئے کہ جس وقت طلبی موصول ہو۔ تو ان کے مخاطب جماعتیں اور احباب اس کی تعمیل کریں۔

ناظر امور خارجہ قادیان

قادیان میں ہجرت کرنے سے قبل

ہر احمدی کو نوٹ کر لینا چاہیئے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ فیصلہ ہے کہ کوئی دوست مرکز کی اجازت کے بغیر قادیان میں ہجرت نہ کریں۔ اس لئے جو صاحب ہجرت کی نیت رکھتے ہوں وہ اپنے مقامی عہدیداران کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کر لیں۔

اگر کوئی دوست اس کی خلاف ورزی کریں گے تو اغلب ہے کہ ان کو ان کی منشاء کے خلاف مرکز سے واپس جانے کے لئے کہا جائے۔ جس سے مالی نقصان کے علاوہ ان کے احساسات کو بھی ٹھیس لگے گی۔ اس لئے میں ہر دوست سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس امر کی پوری پابندی کر کے مرکز کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔

ناظر امور عامہ

پتہ مطلوب ہے

میاں ثنا محمد صاحب ولد میاں پیر بخش صاحب ساکن گوہد پور ضلع سیالکوٹ جو چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کے کچھ عرصہ ملازم رہ چکے ہیں۔ آج کل نوکری چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ اگر کسی دوست کو صاحب موصوف کا پتہ ہو۔ تو جلد از جلد دفتر مقبرہ بہشتی میں اطلاع دیں۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی

وصیت نمبر ۴۶۰۲

منکہ سید باغ علی شاہ ولد سید کرم شاہ قوم سید پیشہ تجارت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن معین الدین پور ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ ۲۳/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت زمین تین بیگھہ ہے جو سب کی سب ۲۰۰ روپے میں رہن ہے۔ اس کی مجھے کوئی آمد نہیں ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ صدر انجمن احمدیہ اس کی مالک ہوگی۔ اس کے علاوہ جس آمد پر میرا گزارہ ہے وہ تجارت ہے جس کی ماہوار آمدن اندازاً بیس روپیہ ماہوار ہے جو اوسطاً میں نے لکھوائی ہے۔ اس کے حساب سے میں انشاء اللہ ۱/۱۰ حصہ ماہوار یعنے دو روپے ماہوار اور چوبیس روپے سالانہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری دوکان دودھ دہی کی ہے۔ اس سے آمد کم و بیش بھی ہوتی رہتی ہے۔ میں انشاءاللہ آمدنی کے مناسب حال ادا کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالےٰ میرے کام میں اور اخلاص میں برکت ڈالے۔ کہ میں بڑھ چڑھ کر سلسلہ کی خدمت کرسکوں۔ دعا فرمائیں۔ اور میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ؛

العبد۔ سید باغ علی شاہ ساکن معین الدین پورہ حال دوکاندار شیر فروش متصل پولیس لائن گجرات ؛

گواہ شد۔ ضیاء اللہ ڈسپنسر پولیس ہسپتال گجرات ؛

گواہ شد۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

امرتسر۔ ۲۰ ستمبر۔ شہر کے ایک گنجان آباد علاقہ میں ایک مکان کو آگ لگ جانے سے ۵۰ ہزار روپے سے زیادہ کا نقصان ہوا نقدی زیورات اور مکان کا تمام سامان جل کر راکھ ہوگیا۔ آتشزدگی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ مکان کے نیچے کمرہ کے اندر موٹر کار کے پٹرول کے ٹینک میں آگ لگ گئی تھی۔ فائر بریگیڈ نے پانچ گھنٹے تک آگ سے مقابلہ کیا۔

شملہ۔ ۲۰ ستمبر اسمبلی کی کانگرس پارٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسمبلی کے اجلاس میں جس میں وائسرائے ہند تقریر کریں گے شمولیت نہ کی جائے اس کے علاوہ آئندہ کے لئے یہ اصول بن گیا ہے۔ کہ جس وقت گورنر جنرل اسمبلی میں تقریر کریں کانگرس پارٹی شامل نہ ہو

راولپنڈی۔ ۲۰ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈسہرہ کے قریب ایک گاؤں میں چند اشخاص مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے کہ آٹھ مسلح آدمیوں نے یکایک مسجد میں داخل ہوکر ان پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں دو آدمی ہلاک اور ۴ شدید مجروح ہوئے

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) مصر میں وفد پارٹی کی مخالفت میں نوجوان سوسائیٹی قائم کی گئی تھی۔ حکومت نے اس سوسائیٹی کے صدر کو قانون کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عدالت میں عوام الناس نے اس پر حملہ کر دیا۔ جس سے پولیس کے چند آدمی بھی مجروح ہوئے۔ پچھلے دنوں نحاس پاشا نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ یہ سوسائیٹی غیر ملکی حکومتوں سے امداد حاصل کر رہی ہے۔ مصری لوگوں کا خیال ہے کہ اس سوسائیٹی کو اٹلی کی امداد حاصل ہے اور حکومت اطالیہ اس پارٹی کی تائید وحمایت سے مصر میں بغاوت کرانا چاہتی ہے

سکندر آباد۔ ۲۰ ستمبر۔ حکومت حیدر آباد (دکن) کا ایک کمیونک مظہر ہے کہ آئندہ ماہ سے تقریباً ۵ لاکھ روپیہ کے صرف سے ۵ ۳ ۲ ریلوے بسیں جاری کی جائیں گی جو ۸۴۴۳ میل کا سفر طے کریں گی۔ اس کے علاوہ حیدر آباد (دکن) بمبئی مدراس اور دہلی کے درمیان ہوائی سروس کا سلسلہ بھی قائم کیا جائے گا۔

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر۔ روزنامہ "ٹائمز" کا نامہ نگار متعینہ ماسکو اطلاع دیتا ہے کہ وزیر حربیہ روس نے سرخ پوش فوج کی نقلی جنگ کے اختتام پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سرخ فوج ہر وقت دشمن کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہے۔ ہمیں اطمینان ہے۔ کہ اگر کسی دشمن نے روس پر حملہ کیا تو سرخ فوج اسے سوویٹ روس کی ایک انچ زمین پر قبضہ کرنے نہ دے گی۔ بلکہ جنگ کا نقشہ یہ ہوگا کہ ہم دشمن کے ملک میں جاکر اسے کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

لاہور۔ ۲۰ ستمبر۔ لوکوشاپ مغلپورہ کے حادثہ کے سلسلہ میں تین محکموں کی طرف سے تحقیقات ہو رہی ہے۔ ایک تحقیقات تو ریلوے افسروں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ جو شاپ کے لئے ذمہ دار ہیں۔ دوسری تحقیقات ایک مقامی مجسٹریٹ کر رہا ہے۔ اور تیسری تحقیقات انسپکٹر کارخانہ جات کر رہا ہے۔ مجروحین کی شہادتیں قلم بند کی جا رہی ہیں۔ حادثہ کے مجروحین کو فیکٹریز ایکٹ کے ماتحت معاوضہ دیا جائے گا۔

میمن سنگھ۔ ۲۰ ستمبر۔ اس ضلع کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ناشائستہ سلوک سے تنگ آکر پانچ ہزار اچھوت ہندو دھرم کو چھوڑنے پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے ان کے ساتھ سخت ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔

بغداد (بذریعہ ڈاک) ۸ ستمبر کو شاہ غازی تاجدار عراق کی تخت نشینی کی تیسری سالگرہ منائی گئی۔

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ہسپانیہ کے باغی میڈرڈ پر آخری حملہ کرنے سے پہلے اپنی تیاریوں کے آخری مراحل طے کر رہے ہیں۔

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر۔ انگلستان میں آئندہ جنگ میں فضائی حملوں کے پیش نظر اہم مقامات پر بھرتی شروع ہے۔ دفتر جنگ کا اعلان مظہر ہے کہ یکم ستمبر سے ۱۲ ستمبر تک ۲ ہزار ۸۱ نئے ہوا باز بھرتی کئے جاچکے ہیں

اور اڑھائی ہزار درخواستیں ابھی زیر غور ہیں

جنیوا۔ ۲۰ ستمبر لیگ اسمبلی کا آئندہ اجلاس اس لحاظ سے ایک نہایت ہنگامہ خیز اجلاس ہوگا۔ کہ اس میں دور حاضرہ کے تمام نازک ترین مسائل زیر بحث ہونگے۔ انقلاب ہسپانیہ نورمبرگ کی نازی کانگرس اور روس اور جرمنی کی جنگی تیاریاں اور مسئلہ فلسطین سب نے ایسی صورت حالات پیدا کر دی ہے جو لیگ اسمبلی کے لئے مشکل ترین ہے۔

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر مشہور ہوا باز ٹامس کیمبیل جس نے ۱۹۳۴ء میں سے آسٹریلیا تک پرواز کا ریکارڈ توڑا تھا۔ اس کا طیارہ کل جوہنس برگ کی پرواز میں داخلہ کے وقت ایک عمارت سے ٹکرا گیا۔ جس سے وہ شدید مجروح ہوا اور زخموں سے جانبر نہ ہوسکا۔

گجرات (کاٹھیاواڑ) ۲۰ ستمبر علاقہ گجرات میں قحط کی حالت بدتر ہو رہی ہے دیہات میں تباہی کے آثار نظر آتے ہیں۔

کلورکوٹ۔ ۲۰ ستمبر ایک اطلاع مظہر ہے کہ دریائے سندھ میں ایک برات کشتی کے ذریعہ کلورکوٹ کی طرف آرہی تھی کشتی کے دفعتہً پھٹ جانے سے برات کے ساتھ ارکان جن میں ۶۰ مرد عورتیں اور بچے شامل تھے۔ غرق ہوگئے۔

حیدر آباد (دکن)۔ ۲۰ ستمبر۔ حکومت حیدر آباد (دکن) نے دکن کی خشک سالی سے متاثر ہوکر مزارعین کے لئے دو لاکھ روپیہ کی رقم تقاوی منظور کی ہے۔ اس میں سے ۹۰ ہزار روپیہ اورنگ آباد ۴۰ ہزار روپیہ گلبرگہ رائے چور وغیرہ کے لئے مخصوص کیا جائے گا۔

نئی دہلی۔ ۲۰ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ۲۷ اکتوبر کو بمبئی میں والیان ریاست کی ایک اہم کانفرنس منعقد ہوگی۔ جو کئی دنوں تک جاری رہے گی۔

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر۔ گذشتہ ماہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کے دورۂ ترکی کے واقعہ سے یورپ کے سیاسی حلقوں میں سنسنی پھیل گئی ہے بالخصوص اٹلی اس واقعہ سے بہت حیران ہے۔ درہ دانیال میں ترکوں کی قلعہ بندی کے حق کو تسلیم کئے جانے کے بعد فوراً شاہ ایڈورڈ کا ترکی میں وارد ہونا اور ترکوں کی جانب سے آپ کا شاندار استقبال کیا جانا ایسے واقعات ہیں۔ جو ترکوں اور انگریزوں کے دوستانہ مراسم کی زبردست استواری پر دلالت کرتی ہے۔

نیویارک۔ ۲۰ ستمبر۔ امریکہ میں طوفان کی ہولناک تباہی کے متعلق اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ مشرقی ساحل پر ۴ آدمی ہلاک اور ۴۷ مفقود الخبر ہیں۔ خلیج ولاڈیر کے قریب ایک مچھلی پکڑنے والے جہاز کے غرق ہوجانے سے ۱۳ آدمی مفقود الخبر ہیں طوفان کی وجہ سے کئی شہروں کے درمیان آمد و رفت اور نامہ و پیام کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے کہا جاتا ہے کہ جزیرہ او کریکوک پر سخت طوفان آیا۔ وہاں کے ۴۰۰ باشندوں کا حشر معلوم نہیں ہو سکا۔

پشاور۔ ۲۰ ستمبر۔ آج پشاور کے قریب موٹر کے ایک شدید حادثہ کی وجہ سے ۲/۳ پنجاب رجمنٹ کے میجر اور ان کی بیوی شدید مجروح ہوگئے۔ لیڈی کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ جہاں اس کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ میجر بھی شدید مجروح ہوئے۔

نیویارک۔ ۲۰ ستمبر۔ امریکہ کے ایک مشہور سائنس دان ایک ایسے سٹیم انجن کی ایجاد کے متعلق تجربہ کر رہے ہیں۔ جو سورج کی گرمی سے چلے گا۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوگیا۔ تو یہ زمانہ حال کی سب سے بڑی ایجاد ہوگی۔ امید ہے کہ چند دنوں تک وہ اس انجن کو چلا کر دکھائیں گے۔

کلکتہ۔ ۲۰ ستمبر۔ آج کے ایکسچینج ریٹ حسب ذیل ہیں۔ لنڈن ایک روپیہ = اسٹرلنگ ۱ شلنگ ۶ پنس۔ پیرس ۱۰۰ روپیہ = ۵۷۴ فرینک۔ نیویارک ۱۰۰ ڈالر = ۲۶۲ روپے۔ ٹوکیو ۱۰۰ ین = ۷۷ ⅝ روپے۔ برلن ۱۰۰ روپیہ = ۹۳ مارک۔

بیت المقدس۔ ۲۰ ستمبر۔ فلسطین کمیٹی کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲ اکتوبر کو تمام ملک میں برطانیہ کی فلسطینی پالیسی کے خلاف احتجاج کیا جائے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی